

مسیح کا عظیم مشن
نمبر 3532
ایک خطبہ
شائع شدہ: جمعرات، 5 اکتوبر 1916
بیان کردہ: سی۔ ایچ۔ سپرجن
میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن

"جیسے ابن آدم آیا، کہ خدمت لے نہیں بلکہ خدمت کرے، اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔"
متی 20:28

مسیح کا ہمارے جہان میں آنا ایک واضح اور مقررہ مقصد کے ساتھ تھا۔ بشارتِ انجیل کی خدمت بھی اسی طرح صاف اور شفاف ہونی چاہیے۔

چند روز پہلے میں نے ایک کلیسیا کے شماس کا خط پڑھا، جس میں اُس نے اپنے خادم کے متعلق لکھا: "ہمیں جیالوجی (ارضیات) کی مکمل سمجھ ہونی چاہیے، کیونکہ ہم ہر اتوار اس کے متعلق کچھ نہ کچھ سنتے ہیں۔ لیکن ایک بات ہے جو ہم اپنے موجودہ خادم کی خدمت میں کبھی نہیں سمجھ پائیں گے، اور وہ ہے کفارہ کی تعلیم، جسے وہ بالکل نظر انداز کرتا ہے۔ میں نے پچھلے تین مہینوں میں اس کے منہ سے کفارہ کا ذکر نہیں سنا، اور نہ ہی مجھے یقین ہے کہ وہ اس پر ایمان رکھتا بھی ہے یا نہیں۔ اگرچہ وہ کبھی کبھار یسوع مسیح کو بطور نمونہ پیش کرتا ہے، لیکن میں نے نہ مسیح کی موت سنی، نہ مسیح کی تدفین، نہ مسیح کے جی اٹھنے کا ذکر، اور نہ ہی مسیح کے آسمان پر شفاعت کرنے کا۔ درحقیقت، مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں کسی "عبادت گاہ میں جا رہا ہوں۔ (Socinian) سوسی نین

خدا نہ کرے کہ کبھی میرے بارے میں ایسا کہا جائے! کیا یہ میری مسلسل کوشش نہیں کہ تمہیں بار بار، ہر سبت کے دن، اُسی پرانی مگر لازوال کہانی کی طرف لے آؤں؟ صلیب کی کہانی، اور اُس فدیے کی جو خون کے ذریعے پورا کیا گیا؟ یہ گھنٹی بس ایک ہی نغمہ بجاتی ہے۔ شاید میں اسے بار بار دہراتا ہوں، اور کبھی مجھے خدشہ ہوتا ہے کہ یہ یکسانیت کا شکار نہ ہو جائے، لیکن اس کی صدا ہمیشہ صاف اور بلند رہتی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ یسوع مسیح دنیا میں آیا تاکہ گنہگاروں کو نجات دے۔ آسمان کے نیچے کسی اور نام میں نجات نہیں۔ خدا نے جو کفارہ انسانی گناہ کے لیے مقرر کیا ہے، وہی مؤثر ہے۔ خون بہائے بغیر معافی ممکن نہیں۔ مکمل نجات صرف مسیح کے زخمی بدن اور صلیب پر قربان ہونے کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے۔ آسمان اور زمین میں اس کے سوا کوئی نجات نہیں۔

ہم ایک بار پھر اُسی کہانی کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ کہانی کبھی ایماندار کے کان کو تھکاتی نہیں، اور نہ ہی یہ کبھی اُس قوت سے خالی ہوتی ہے جو ہر ایمان لانے والے کے لیے خدا کی نجات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج رات میرا متن خود اپنی گواہی دے۔ پس، آؤ، میں اسے لفظ بہ لفظ بیان کروں، اور پھر اُس تعلیم کو واضح کروں جو اس آیت میں نہایت نمایاں ہے۔

I

صاف اعلان .

ابن آدم!—ہمارے خداوند یسوع مسیح یوں اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔ اگر ہم اسے ہمارے گناہگار انسان ہونے کے تناظر میں دیکھیں تو یہ ایک فروتنی کا اظہار معلوم ہوتا ہے، لیکن جب اسے نبوت کی روشنی میں دیکھیں تو یہ جلال اور وقار سے بھرا ہوا ہے۔ "ابن آدم!"—یہ اور کوئی نہیں بلکہ وہی برحق مسیحا ہے، خدا کا بیٹا، لامحدود، ازلی، اور باپ کے برابر، پھر بھی وہ بارہا اپنے لیے "ابن آدم" کا لقب اختیار کرتا ہے۔ شاید اس لیے کہ جس طرح گناہ انسان نے کیا، اسی طرح خدا کی مجروح شریعت کے لیے کفارہ بھی انسان ہی کو دینا تھا۔ انسان ہی خطا کار تھا، پس سزا بھی انسان ہی کو بھگتنی تھی۔

جیسے ایک آدمی میں تمام نسلِ انسانی مر گئی، ویسے ہی اگر زندہ کی جا سکتی ہے تو کسی دوسرے آدمی میں۔ یسوع ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ انسان ہیں، مکمل طور پر انسان، ہم جیسے ایک بشر۔ ابن آدم، یعنی آدمیوں میں سے ایک آدمی، ہمارا ہی ہم جنس، گوشت اور ہڈی میں ہم سے مشابہ، کوئی ظاہری یا بناوٹی انسانیت اختیار کیے بغیر بلکہ حقیقی انسانی فطرت میں۔ ہمیں ہمیشہ یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے، کیونکہ اس کے بغیر کفارہ کا کوئی وجود ممکن نہ ہوتا۔

یسوع محض کسی بھی ابن آدم میں سے نہیں بلکہ وہی برگزیدہ ابن آدم ہیں، جن کا ذکر دانی ایل نبی کی نبوت میں ہوا، اور جن کی بشارت فردوس کے دروازے پر ہی دی گئی، جیسا کہ پہلی بشارت میں فرمایا گیا: "عورت کی نسل سانپ کا سر کچلے گی۔" وہی

ہیں وہ مرد، وہی دوسرا آدم، جس میں بنی آدم کو زندگی ملتی ہے۔ اور جب وہ انسان کی صورت میں پائے گئے، اور انسان کی وفاقی سربراہی کو اپنے اوپر لے لیا، تب وہ اس لائق ہوئے کہ انسان کے قائم مقام بنیں اور بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کریں۔

اے میرے عزیز سننے والو، اس مبارک سچائی پر غور کرو! اس پر دھیان دو، اور خاص کر وہ جو ابھی نجات یافتہ نہیں، اس سچائی کو امید بھری نظر سے دیکھو، کیونکہ اس میں تمہارے لیے حوصلہ ہے۔ وہ ذات جس پر تمہیں ایمان لانے کی تلقین کی جاتی ہے، محض خدا نہیں—ورنہ اُس کا بے پایاں جلال تمہیں دہشت میں ڈال دیتا، اور اُس کی ہیبت تمہیں خوف میں مبتلا کر دیتی—بلکہ وہ انسان بھی ہے، اور یہ حقیقت تمہیں اُس کی طرف مائل کرنی چاہیے، کیونکہ وہ اپنی فطرت اور شفقت میں تمہارے ساتھ مشابہ ہے۔ گناہ کے سوا، وہ کسی بھی لحاظ سے تم سے مختلف نہیں۔

اے سننے والو! کیا تم اُس کے قریب نہ آ سکتے، بغیر کسی خوف کے اور پوری ہمت و یقین کے ساتھ، کیونکہ وہ خود کو "ابنِ آدم" کہتا ہے اور آدم زادوں کو بلاتا ہے کہ وہ آئیں اور اُس کے پروں کے سایہ میں اپنا توکل رکھیں؟

آیا—"یہ ہمارے متن کا اگلا لفظ ہے۔" "ابنِ آدم آیا!" کیسا عجیب مثنیٰ، اور کیسا منفرد ہے وہ مبارک ہستی جس نے اسے قبول کیا! "اس دنیا میں آنے کے لیے اُس نے آسمان کے جلالی تخت کو چھوڑا اور بیت لحم کی چرنی میں آ بسا، اور یہ سب اُس نے اپنی مرضی سے کیا۔ ہم تو گویا اس دنیا میں زبردستی لائے گئے ہیں، ہمارے یہاں آنے کا فیصلہ ہمارا اپنا نہ تھا۔ مگر یسوع کو کنواری سے پیدا ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی؛ یہ اُس کی اپنی رضا تھی، اُس کا اپنا انتخاب، اُس کی شدید آرزو کہ وہ ابراہیم کی نسل میں سے ہماری بشری فطرت کو اپنے اوپر لے۔

وہ ابنِ آدم، انسان کے فرزندوں کے لیے رحمت کا پیغام لے کر، اپنی خوشنودی سے آیا۔ ذرا ٹھہرو اور اس پر غور کرو، یہ بات اپنے دل میں اتار لو—وہ جو بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے، وہ قادر مطلق، وہ ازلی باپ، وہ سلامتی کا شہزادہ، اپنی مرضی سے اور خوشی سے نیچے آیا تاکہ انسانوں کے درمیان رہے، اُن کے غموں میں شریک ہو، اُن کے گناہ اٹھائے، اور اُن کے لیے اپنی جان قربان کرے، وہ جو بے گناہ تھا، گناہگاروں کے ناقابلِ برداشت جرم کا کفارہ دینے کے لیے۔

اگر فرشتوں نے اُس پہلی کرسمس کی رات آسمان کو ترانوں سے بھر دیا، اگر اُن کی حمد سے زمین و آسمان گونج اٹھے، تو ہم، جو مجسم خدا کے نجات بخش کام میں شریک ہیں، اُس خوشخبری پر کیوں نہ شادمانی کریں کہ آسمان زمین پر اتر آیا، کہ خدا انسان کے پاس آیا، کہ لا محدود نے ایک نومولود کی صورت اختیار کی، کہ وہ ازلی، جس میں خود زندگی ہے، مرنے والے انسانوں کے درمیان بسا! بے شک، اب زمین سے آسمان کی راہ کھل جائے گی، کیونکہ آسمان سے زمین کی راہ کھل چکی ہے، وہ راہ جو مقدس ہے مگر آسان۔ وہی سنہری سیڑھی، جس کے ذریعے وہ مبارک مہمان ہماری بشریت میں آیا، ہمیں بھی لے جا سکتی ہے کہ ہم اُس کی الوہیت کو دیکھیں، اور خدا کو اپنے صلح یافتہ باپ کے طور پر پہچانیں۔ "ابنِ آدم آیا"

اگلے الفاظ حیران کر دینے والے ہیں، کیونکہ وہ ایک منفرد مقصد کو ظاہر کرتے ہیں، جو عام قاصدوں اور پیغاموں کے مقاصد سے بالکل مختلف ہے: "ابنِ آدم آیا کہ خدمت لے نہیں، بلکہ خدمت کرے!" میں تمہیں اس کا بالکل درست ترجمہ دوں: "نہ کہ خدمت لینے کو، بلکہ خدمت کرنے کو!" یہی سب سے قریب ترین ترجمہ ہے جو میں دے سکتا ہوں۔ وہ اس لیے نہ آیا کہ لوگ اُسے خدمت پیش کریں، بلکہ اس لیے آیا کہ وہ خدمت بجا لائے۔

اُس کے دل میں کوئی خود غرضی نہ تھی۔ اگرچہ اُس نے ارادہ کیا کہ مجسم خداوند بنے، لیکن اُسے اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہونا تھا۔ حاصل؟ لا محدود خدا کو کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ جلال؟ ستاروں کو دیکھو، وہ کتنے فاصلے پر اپنی روشنی بکھیر رہے ہیں، انسانی گنتی سے بھی پرے۔ خدام؟ کیا اُسے خدمت گزاروں کی حاجت تھی؟ دیکھو فرشتے، جوق در جوق، ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں وہ قادر مطلق کے رتھ بنے کھڑے ہیں۔ عزت؟ نہیں، شہرت کا نرسنگا ہمیشہ اُسے "بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند" پکار رہا ہے۔ کون اُس تاج کے جلال میں اضافہ کر سکتا ہے جس کی روشنی کے سامنے سورج اور چاند ماند پڑ جاتے ہیں؟ کون اُس کی دولت میں کچھ بڑھا سکتا ہے، جس کے پاس سب کچھ ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے؟

پس وہ آیا، نہ کہ لوگ اس کی خدمت کریں، بلکہ وہ خود خدمت کرے۔ دیکھو، وہ بڑھنی کی دکان میں اپنے مانے ہوئے والد کی خدمت کرتا نظر آتا ہے۔ دیکھو، وہ اپنے گھر میں اپنی بابرکت ماں کی پوری فرماں برداری کے ساتھ عزت کرتا ہے۔ دیکھو، اپنے حیرت انگیز مثنیٰ کے عروج میں وہ اپنے شاگردوں کے درمیان ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اُن کا خادم ہو، نہ کہ مالک، اگرچہ وہ ہمیشہ اپنی خود مختار حکمت اور شاگردوں کی کمزور سمجھ کے باعث اُن سے برتر رہا۔ جب وہ طشتری، لوٹا اور تولیہ لیتا ہے اور اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوتا ہے، تو اُس کی مزاج کی فروتنی نظر آتی ہے۔ اور اس کے فوراً بعد، وہ خود کو، اپنا بدن، اپنی جان، اور اپنی روح قربان کر دیتا ہے تاکہ ہمیں خدمت فراہم کرے۔

اور اگر میں یہ کہوں کہ حتیٰ کہ اس وقت بھی، آسمان پر ابن آدم کی حیثیت سے، وہ اپنے لوگوں کی خدمت کر رہا ہے تو کیا یہ عجیب ہو گا؟ کیونکہ صیون کی خاطر وہ خاموش نہیں رہتا، اور یروشلم کی خاطر وہ آرام نہیں کرتا، بلکہ وہ اب بھی اُن کے لیے شفاعت کرتا ہے جن کے نام وہ اپنے دل پر رکھتا ہے۔

اے تمام سننے والو، اس خوشخبری کو سنو اور اس سچائی پر خوش ہو جاؤ! خواہ تم مقدس ہو یا گناہگار، خواہ تم پہلے ہی نجات یافتہ ہو یا نجات کی پیاس میں ہو، اس حقیقت کا سننا کہ مسیح کا مشن اپنی بڑائی کے لیے نہیں بلکہ ہمارے فائدے کے لیے تھا، ضرور باعثِ تسکین ہونا چاہیے۔

وہ اس لیے نہیں آیا کہ لوگ اُس کی خدمت کریں، بلکہ اس لیے آیا کہ وہ خدمت کرے۔ کیا یہ حقیقت تمہیں، اے گناہگار، موافق معلوم نہیں ہوتی؟ تم جو کبھی اُس کی خدمت نہ کر سکے، تم جو اپنی موجودہ حالت میں اُس کی خدمت کرنے کے قابل بھی نہیں ہو! دیکھو، اُس نے تمہاری خدمت مانگنے کے لیے نہیں، بلکہ اپنی خدمت دینے کے لیے آیا! وہ اس لیے نہیں آیا کہ تم پہلے اُسے عزت دو، بلکہ اس لیے آیا کہ وہ تم پر رحم کرے۔

اے گناہگار! تمہیں اُس کی کتنی ضرورت ہے! اور چونکہ وہ آیا کہ وہ خزانے اکٹھے کرنے کے لیے نہیں بلکہ ناقابلِ بیان دولت بانٹنے کے لیے، تندرستی کے نمونے ڈھونڈنے کے لیے نہیں بلکہ بیماری کی مثالیں تلاش کرے تاکہ اپنی فضل کی شفاعی قوت کا مظاہرہ کرے، تو یقیناً تمہارے لیے اُمید ہے۔

اگر میں مسیح کو ڈھونڈ رہا ہوتا، اور اپنی حالت سے پریشان ہوتا، تو میرا دل خوشی سے دھڑکنے لگتا یہ جان کر کہ یسوع خدمت کرنے آیا ہے، نہ کہ خدمت لینے۔ میں کہتا، وہ میرے حال سے واقف ہے، اور وہ میری خدمت کے لیے آیا ہے، ہاں، میرے جیسے گناہگار کی خدمت کے لیے! کیا مجھے دھلنے کی ضرورت نہیں؟ تو پھر وہ مجھے کیوں نہ دھوئے؟ جیسے مرتے ہوئے ڈاکو نے خوشی سے وہ چشمہ دیکھا جو یسوع نے کھولا، تو میں بھی اُسے کیوں نہ دیکھوں، اور اُس پاک ہستی سے کیوں نہ دھلوں جو سب سے ناپاک اور ادنیٰ لوگوں کی خدمت کے لیے آئی؟

دیکھو! دیکھو اور حیران ہو! دیکھو اور محبت کرو! دیکھو اور بھروسا رکھو! یسوع خدا کے دینے ہاتھ سے چرنی تک، صلیب تک، قبر تک آیا، نہ کہ خدمت لینے، بلکہ خدمت کرنے کے لیے

آئیے اگلے الفاظ کی طرف بڑھتے ہیں: "اور اپنی جان دینے کے لیے"۔ زیادہ درست ترجمہ یہ ہو گا: "اور اپنی روح دینے کے لیے"۔ ہم میں سے کسی کے پاس اپنی جان دینے کا اختیار نہیں، کیونکہ ہماری زندگیاں ضبط ہو چکی ہیں، وہ خدائی انصاف کے قرض میں ہیں۔ مگر مسیح کی اپنی زندگی تھی، جو کسی بھی لحاظ سے خدا پر واجب الادا نہ تھی۔ اُس نے کبھی گناہ نہیں کیا، پھر بھی اُس نے اپنی جان دے دی۔

مسیح کی موت بالکل رضاکارانہ تھی۔ جیسے وہ آزاد تھا کہ آئے یا نہ آئے، اُسی طرح وہ کسی مجبوری کے تحت اپنی جان دینے پر مجبور نہ تھا، لیکن اُس نے خود اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ اُس کے زمین پر آنے کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ وہ اپنی جان دے۔

متن کو پھر سے پڑھو: "ابن آدم آیا کہ خدمت لے نہیں، بلکہ خدمت کرے، اور اپنی جان فدیہ میں دے۔"

ہمارے خداوند یسوع مسیح کا دنیا میں آنا محض ایک مثال قائم کرنے کے لیے نہ تھا، نہ ہی صرف اس لیے کہ وہ بنی آدم پر خدا کی ذات کو ظاہر کرے۔ وہ آیا تاکہ وہ کفارہ دے، وہ آیا کہ اپنی روح کو فدیہ کے طور پر پیش کرے۔ اگر تم اس عقیدے پر ایمان نہیں رکھتے، تو تم مسیحیت پر ایمان نہیں رکھتے۔

یسوع مسیح کے مشن کا اصل خلاصہ اور جوہر یہی ہے کہ وہ آیا تاکہ اپنی جان دے، اور اُن لوگوں کی جگہ کھڑا ہو جن کے لیے اُس نے اپنی جان دی۔ وہ خاص اسی غرض سے آیا کہ اپنی جان قربان کرے۔

یہ سننے میں آتا ہے کہ جان دینا ہی کافی ہے، مگر جان دینے سے بڑھ کر ہے جان کو نثار کرنا۔ بے شک وہ مر گیا، مگر وہ اس سے بھی زیادہ کر گزرا۔ وہ اس طرح نہ مرا جیسے عام آدمی مرتا ہے، بلکہ اُس نے اپنی حیات کے سب چشمے بہا دیے، ایسے دکھ سہے جو کوئی فانی بشر سہہ نہ سکتا تھا۔ قدیم زمانہ میں خون ہی کفارہ دیتا تھا۔ جانور قربان گاہ پر پیش کیا جاتا، مگر جب تک وہ ذبح نہ کیا جاتا، وہ قربانی نہ ہوتا۔ جب اُس کے خون کی سرخ دھار قربان گاہ کے کنارے بہنے لگتی، اور اُس کے اعضا قربان گاہ پر رکھے جاتے، تب جا کر وہ قربانی حقیقت میں پیش کی جاتی۔

اسی طرح یسوع مسیح نے اپنی انسانیت کے جوہر کو ہمارے بدلے قربانی کے طور پر پیش کر دیا۔ اُس کی روح ایسے دکھوں سے گزری جن کا نہ تصور کیا جا سکتا ہے، نہ بیان۔ اُس نے کہا، "میری جان نہایت غمگین ہے، یہاں تک کہ مرنے کو ہے۔" وہ ایک شاندار انگور کے خوشہ کی مانند تھا، جسے حوض میں ڈال دیا گیا، اور ازلی عدالت کے قدموں نے اُسے روند ڈالا، یہاں تک کہ اُس کے کفارہ بخش خون کا پاکیزہ رس بہنے لگا تاکہ آدم کے بیٹوں کو نجات حاصل ہو۔ اُس نے اپنی ذات، اپنی پوری ذات، اپنی جان، اپنی حیات، اپنے جوہر کو فدیہ کے طور پر دے دیا۔

اے کاش میں تمہاری آنکھیں اُس عظیم منظر کی طرف موڑ سکتا! دیکھو کہ اُس نے اپنی جان کیسے دی! اے کاش کہ تمہاری نظریں اُن پانچ زخموں سے نکلتے ہوئے خون کے چشموں پر جا ٹھہرتیں، جو زندگی، صحت، معافی اور سلامتی کے مقدس سوتے ہیں! کاش کہ تم اُن زخموں کے اندر جھانک سکتے، اُس دل کو دیکھ سکتے جو کھولتے ہوئے ہنڈے کی مانند تھا، خداوند کے غضب میں جھلس رہا تھا، ہلچل میں تھا، بوجھل تھا، اذیت میں مبتلا تھا، اور شدید تکلیف سے بھرپور تھا۔ کاش کہ تم دیکھ سکتے، کاش کہ تم سمجھ سکتے کہ وہ آسمان سے آیا تاکہ یہ سب کچھ سہ لے، اپنے آپ کو یوں پیش کر دے، تاکہ وہ ہماری جگہ قربانی ہو، وہ غضب جس کے ہم مستحق تھے، وہ اپنے اوپر لے لے، تاکہ اُس کے غم ہماری ہلاکت کو روک دیں، تاکہ اُس کی اذیتیں ہمیں ہلاکت سے بچا لیں۔ اُس نے لعنت کے پیالے کو مکمل پی لیا، ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا، اور یوں کرتے ہوئے اُس نے اپنی جان موت کے حوالے کر دی۔

مزید برآں، اُس کی موت ہمارا فدیہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ اپنی جان "فدیہ کے طور پر" دینے آیا۔ یہاں کوئی ایسا نہیں جو "فدیہ" کے معنی نہ سمجھتا ہو۔ اس کی ایک عمدہ مثال قدیم یہودیوں کی "فدیہ رقم" کی رسم ہے۔ ہر یہودی مرد خداوند کے لیے مخصوص تھا، اور اُسے فدیہ دینا لازم تھا۔ ایک مقررہ قیمت تھی، امیر کو زیادہ نہیں دینا تھا، اور غریب کو کم نہیں دینا تھا۔ ہر ایک کے لیے ایک ہی مقدار مقرر تھی۔ ہر یہودی نے "نصف مثقال" دیا، تب اُسے خداوند کے فدیہ یافتہ لوگوں میں شمار کیا گیا، جن کا ذکر باربا کتاب مقدس میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ فدیہ نہ دیتا، تو وہ اسرائیل کی جماعت سے کاٹ دیا جاتا۔ یہ رقم اُس شخص کی جگہ رکھی جاتی تھی۔ یہ اُس کا فدیہ تھا۔ اُس کے مرنے کی ضرورت نہ رہی۔ وہ ایک فدیہ یافتہ شخص کے طور پر جیتا رہا۔

یہی کچھ یسوع نے اپنی امت کے لیے کیا۔ اُس نے اپنی جان، اپنی نذر کردہ روح، اپنی مکمل ہو چکی موت کو خدا کے حضور ہمارے بدلے پیش کر دیا، ہمارے بدلے، ہماری موت کے بدلے، ہماری ذات کے بدلے، اور ہر وہ شخص جس کے لیے مسیح فدیہ بنا، وہ فدیہ یافتہ ہے، وہ خداوند کے فدیہ یافتہ لوگوں میں شامل ہے، اور وہ ہمیشہ کی خوشی کے گیت گاتے ہوئے صیون کو جائے گا۔ لیکن جو کوئی مسیح کو قبول نہیں کرتا، وہ بے فدیہ رہتا ہے، لعنت کے نیچے، خدائی غضب کے تابع، شیطان کی غلامی میں، اور ہمیشہ کی ہلاکت کے فیصلے کا منتظر۔

یسوع مسیح اپنی جان فدیہ کے طور پر دینے آیا۔ جیسے غلام کو قیمت دے کر چھڑایا جاتا ہے، اُسی طرح یسوع نے ہمیں اُس شریعت کی لعنت سے آزاد کر دیا جس کے نیچے ہم اپنی اصل فطرت کے سبب سے تھے، کیونکہ اُس نے خود شریعت کے ماتحت ہو کر یہ قیمت چکائی۔ اُس نے ہمیں اُس موت سے بچایا جو ہم پر واجب تھی، اپنی موت کو خدا کے نزدیک ہمارے بدلے پوری کفایت بخش قربانی کے طور پر پیش کیا۔ اُس نے اپنی جان فدیہ کے طور پر دی۔

ہمارے متن میں آیا ہے، "بہتوں کے بدلے۔" اس کا زیادہ صحیح اور مؤثر ترجمہ یہ ہوگا: "اُس نے اپنی جان بہتوں کے بدلے فدیہ کے طور پر دی۔" یہاں "بدلے" کا مفہوم مکمل طور پر نیابت کا ہے، "اُس نے اپنی جان بہتوں کے بدلے دی۔" یہی اس جملے کا بنیادی نکتہ ہے۔ ایک شخص نے بہتوں کے بدلے اپنا آپ دے دیا۔ یسوع نے بہتوں کے لیے دُکھ اُٹھائے، اُس نے اپنے آپ کو بہتوں کی جگہ رکھا۔ غور کرو کہ یہاں "بہتوں" کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس تشریح کو مکمل کرتے ہیں۔

یہاں "سب" کا ذکر نہیں ہے۔ بلاشبہ کچھ مقامات پر "سب" کا ذکر آتا ہے، اور ان کے اپنے معانی ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی مسیح کے کفارہ دینے والے کام کے متعلق نہیں ہے۔ یسوع مسیح نے اپنی جان تمام بنی نوع انسان کے بدلے فدیہ کے طور پر نہیں دی، بلکہ "بہتوں" کے بدلے فدیہ دیا۔ وہ "بہت سے" کون ہیں؟ خدا کا شکر ہو، وہ واقعی بہت ہیں، کیونکہ وہ تھوڑے نہیں ہیں۔ "مگر وہ کون ہیں؟ خدا جانتا ہے، کیونکہ "خداوند اپنے لوگوں کو جانتا ہے۔"

تمہیں جتنا جاننے کی ضرورت ہے، وہ تم ایک سادہ سوال کا جواب دے کر معلوم کر سکتے ہو۔ کیا تُو یسوع مسیح پر اپنی ابدی قسمت کے لیے بھروسا رکھتا ہے؟ کیا تُو، جیسا کہ تُو گناہ سے بھرپور ہے، اُس کے خون پر یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ تیرے گناہوں کو دھو سکتا ہے؟ کیا تُو یسوع پر اور صرف اُسی پر اعتماد رکھتا ہے؟ اگر ایسا ہے، تو اُس نے تیرے لیے اور تیری جگہ جان دی، اور تُو ہرگز ہلاک نہ ہوگا۔

یہ تیرا تسلی بخش یقین ہے کہ تُو کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ تُو کیسے ہلاک ہو سکتا ہے اگر یسوع تیری جگہ قربان ہو چکا ہے؟ اگر تیرا قرض قدیم زمانے میں مسیح نے ادا کر دیا، تو کیا وہ تجھ سے دوبارہ طلب کیا جا سکتا ہے؟ جو قرض ایک بار چکا دیا گیا،

وہ مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ ہم نے اُس کی رسید خوشی سے قبول کر لی ہے، اور اب ہم رسول کے ساتھ یہ پکار سکتے ہیں کون خدا کے برگزیدوں پر نالش کرے گا؟ خدا وہ ہے جو راستباز ٹھہراتا ہے۔ کون ہے جو سزا دے؟ مسیح وہ ہے جو مرا، بلکہ "جی بھی اُٹھا، جو خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے، اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔"

یہی ہر ایماندار کے بھروسے کا اصلی سہارا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ مسیح اُس کے لیے مرا کیونکہ اُس نے اُس کی بابرکت شفاعت پر اپنا ایمان رکھا ہے۔ اگر یسوع میرے لیے مرا، تو میں ان گناہوں کے سبب سے مجرم نہیں ٹھہر سکتا جن کا کفارہ اُس نے دیا۔ خدا کسی جرم کی سزا دو بار نہیں دے سکتا۔ وہ ایک ہی قرض کی دو بار ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ پس ایماندار اس حقیقت میں تسلی پاتا ہے اور اُسی نغمے کو گاتا ہے جو ٹاپلیڈی نے لکھا تھا:

اے جان، اپنے آرام کی طرف لوٹ"
تیرے عظیم سردار کا فضل
تجھے سلامتی اور آزادی بخشتا ہے۔
اُس کے بابرکت خون پر توکل رکھ
اور خدا سے جُدائی کا خوف نہ کر
"کیونکہ یسوع تیرے لیے مرا۔"

یوں ابن آدم نے اپنی جان بہتوں کے بدلے فدیہ کے طور پر دے دی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی ان الفاظ کی درست اور دیانتدارانہ تفسیر ہے۔

کچھ مثبت نتائج

اس متن کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ کفارہ نیابتی ہے، یعنی مسیح کی قربانی بہتوں کے بدلے کافی ہے۔ اس بارے میں میں چند نکات مختصر الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔

یہ واضح ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی قید سے بغیر کسی قیمت کے آزاد نہیں ہوتا۔ کوئی شخص صرف خدا کی محض رحمت سے نجات نہیں پاتا۔ ہر وہ شخص جو خدا کے غضب کا مستحق ہے، اسے فدیہ دے کر ہی ربائی حاصل کرنی ہوگی، ورنہ وہ اسی قید میں رہے گا۔ اگرچہ یہ بات وسیع معلوم ہوتی ہے، لیکن میں خدا کے کلام کے اختیار سے کہتا ہوں کہ آسمان کے نیچے کوئی ایسا گناہ معاف نہیں ہوا جس کی تلافی نہ کی گئی ہو۔

کوئی گناہ بغیر کفارہ کے معاف نہیں ہوتا۔ یہ صرف اور صرف خداوند یسوع مسیح کے دکھوں کے وسیلہ سے معاف ہوتا ہے۔ کسی بھی گناہ کی معافی بغیر سزا کے ممکن نہیں۔ خدا کے قانون میں کوئی استثناء نہیں ہے، بلکہ اس کا فرمان صاف ہے: "جو جان گناہ کرے گی وہی مرے گی۔" ہر وہ جان جو گناہ میں گرفتار ہے یا جو گناہ کرے گی، اسے مرنا ہوگا۔ اور وہ بھی ابدی موت۔ وہ یا تو خود اس سزا کو برداشت کرے، یا پھر اس کا کوئی قائم مقام ہو۔ خدا کی شریعت کا انصاف ضرور پورا ہوگا، اور وہ کبھی بھی اپنی عدالت کے اصولوں کو نظرانداز نہیں کرے گا تاکہ اپنی رحمت کو آزادی دے۔

اے سننے والو! اگر تم خدا کی غیر مشروط رحمت پر بھروسہ کر رہے ہو، تو تم ایک فریب میں مبتلا ہو۔ اگر کوئی تمہیں یہ امید دلا رہا ہے کہ خدا کی نیکی تمہیں بچا لے گی، تو میں تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ خدا قدوس بھی ہے۔ کیا اس نے یہ اعلان نہیں کیا کہ وہ کسی طرح بھی مجرم کو بے گناہ نہیں ٹھہرائے گا؟ کوئی قرض جو خدا کے حضور واجب الادا ہو، بغیر ادائیگی کے معاف نہیں ہو سکتا۔ یا تو گناہ گار خود ہمیشہ کے لیے جہنم کی اذیتوں میں اس کی قیمت ادا کرے، یا پھر کوئی اس کی جگہ یہ قیمت چکائے۔

ضرور ہے کہ فدیہ کے لیے ایک جان اور ایک زندگی دی جائے، جیسا کہ ہمارے متن میں بیان ہوا ہے۔ مسیح نے نہ صرف اپنا جسم دیا، نہ صرف اپنی بے داغ سیرت، نہ صرف اپنی خدمات اور دکھوں کو پیش کیا، بلکہ اس نے اپنی جان، اپنی زندگی کو بطور فدیہ پیش کیا۔

اے گناہ گار! خدا تعالیٰ تیری جان کے علاوہ کسی چیز سے راضی نہ ہوگا۔ کیا تو یہ دردناک حقیقت برداشت کر سکتا ہے کہ تیری جان ہمیشہ کے لیے اس کے حضور سے خارج کر دی جائے؟ اگر تو اس بولناک سزا سے بچنا چاہتا ہے تو تجھے اپنی جان کی جگہ کسی اور جان کو پیش کرنا ہوگا۔ تیری زندگی ضبط ہو چکی ہے، فیصلہ صادر ہو چکا ہے، کہ تو مرے گا۔ تیری موت طے ہے، اور وہ بھی ہمیشہ کی موت۔ مگر ہاں، اگر تو کسی دوسرے کی زندگی اپنے لیے بطور قربانی حاصل کر لے، تو تو بچ سکتا ہے۔

مگر جان لے کہ یہی کام مسیح نے پورا کیا ہے۔ اس نے ایک جان، ایک زندگی، ہماری جانوں اور زندگیوں کے بدلے میں دے دی۔ وہ بے مثال متن کتنا عظیم ہے: "بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔" کیوں؟ کیونکہ "جان خون میں ہے۔" جب تک خون نہ بہایا جائے، تب تک جان بدن سے جدا نہیں ہوتی۔ خون کا بہنا اس حقیقت کی علامت تھا کہ جان، جو کہ انسان کا جوہر ہے، قربانی کے طور پر پیش کر دی گئی ہے۔

اے مبارک اور ہمیشہ کے لیے مبارک وہ تاجدار جس نے صلیب کا بوجھ اٹھایا! اس نے اپنے لوگوں کے لیے اپنی جان دی، ایک بے مثال جان، ایک بے نظیر زندگی! اب انصاف مزید کچھ طلب نہیں کرتا، انتقام پورا ہو چکا ہے، قیمت ادا ہو چکی ہے، اور خداوند کے فدیہ یافتہ مکمل طور پر آزاد ہیں!

ایک سوال اٹھایا گیا ہے: "اگر ہم مسیح کے خون سے فدیہ پا چکے ہیں، تو یہ فدیہ کس کو ادا ہوا؟" کچھ لوگوں نے خیال کیا ہے کہ شاید یہ قیمت ابلیس کو ادا کی گئی۔ یہ خیال انتہائی لغو ہے، کیونکہ ہم کبھی بھی شیطان کی ملکیت نہیں تھے۔ شیطان کو ہم پر کوئی حق حاصل نہیں تھا، مسیح نے کبھی اس کا حق تسلیم نہیں کیا اور نہ کبھی اسے کوئی قیمت دی۔

پھر فدیہ کس کو ادا ہوا؟ یقیناً یہ عظیم منصب اعلیٰ کو ادا کیا گیا۔ لیکن یہ بات محض تمثیلی انداز میں کہی جاتی ہے تاکہ حقیقت کو واضح کیا جاسکے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا نے اپنی راستی کی قسم کھائی تھی، اور وہ اس سے رجوع نہ کرے گا، کہ گناہ کو ضرور سزا دی جائے گی۔ اخلاقی حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے، اور خدا کی راستبازی کو بے داغ رکھنے کے لیے، یہ ضروری تھا کہ جرم کے بعد سزا دی جائے، اور مجرم سے انصاف کیا جائے۔ یہ ممکن نہ تھا، نہ ہی راستباز تھا، کہ گناہ بغیر سزا کے معاف کر دیا جائے، یا بدی کسی بھی قسم کی سزا سے بچ جائے۔

لیکن جب خداوند یسوع مسیح آتا ہے اور اپنی مصیبتوں کو ہماری مصیبتوں کی جگہ رکھتا ہے، تو شریعت پوری طرح سے سرفراز ہوتی ہے، جبکہ رحمت بھی کامل طور پر نمایاں ہوتی ہے۔ ایک انسان مرتا ہے، ایک جان دی جاتی ہے، ایک زندگی قربان کی جاتی ہے۔ راستباز، ناراستوں کے بدلے میں۔ اگر میں یہ کہوں کہ مسیح کی موت سے انصاف نہ صرف پورا ہوا بلکہ انتہائی عزت پائی، تو کیا یہ غلط ہوگا؟ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر وہ لاکھوں اور کروڑوں گناہ گار جو زمین پر آچکے، ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیے جاتے، تب بھی وہ انصاف کا تقاضا پورا نہ کر سکتے۔ وہ اپنی بدکرداری کا کفارہ کبھی بھی ادا نہ کر سکتے، بلکہ ہمیشہ اس کی سزا بھگتتے رہتے۔

لیکن خدا کے بیٹے نے، جو اپنی الوہیت کی لامحدود عظمت کو انسان ہونے کی کامل اذیت برداشت کرنے کی صلاحیت کے ساتھ یکجا کرتا ہے، ایسا کفارہ پیش کیا جو بے حد قیمتی اور مکمل تھا، اور اس نے اپنے لوگوں کا پورا قرض ادا کر دیا۔ اب انصاف کیوں نہ مطمئن ہو، جب کہ اسے ضامن سے کہیں زیادہ ملا ہے، جتنا کہ وہ مفروض سے کبھی طلب کر سکتا تھا؟ چنانچہ یہ فدیہ ازلی باپ کو ادا کیا گیا۔

پھر اس کا نتیجہ کیا ہے؟

نتیجہ یہ ہے کہ انسان آزاد ہو گیا۔ وہ غلام نہیں رہا۔ کچھ مبلغین اور نظریہ ساز ایک ایسی فدیہ کی تعلیم دیتے ہیں جو نہایت مبہم اور غیر واضح ہے۔ ایسی رہائی جو کسی کو مخصوص طور پر آزاد نہیں کرتی، بلکہ عمومی طور پر سب کو آزاد کرنے کا دعویٰ کرتی ہے؛ ایسی فدیہ جو بے شمار بدقسمت روحوں کو جہنم میں جانے سے نہ روک سکی، حالانکہ وہ مسیح کے خون سے خریدی گئی تھیں؛ ایسی فدیہ جو حقیقت میں کسی کو نجات نہیں دیتی کیونکہ اس کا اثر انسان کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے؛ ایک ایسی فدیہ جس میں کوئی حقیقی طاقت نہیں کہ کسی کو بچا سکے، بلکہ یہ کسی بیرونی امکان پر منحصر ہے جو اسے مؤثر بنائے۔ ایسے متزلزل خیالات سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ ہر وہ جان جس کے لیے مسیح نے اپنا خون بہایا، وہ ضرور مسیح کی ہوگی، اور وہ اسے اپنا حق جتائے گا۔ میں اس سچائی کو محبت سے تھامتا ہوں اور خوشی سے اس کا اعلان کرتا ہوں۔ زمین یا جہنم کی تمام طاقتیں، انسانی مرضی کی سختی، یا انسانی فطرت کی گہری بدکاری۔ کچھ بھی خداوند یسوع کو اس کے دکھوں کے پہل کو دیکھنے اور مطمئن ہونے سے نہیں روک سکتا۔ وہ اپنے باپ کے ہاتھ سے اپنی مزدوری کا ہر حصہ پائے گا، اور نہایت ہی مکمل اور عظیم فدیہ پانے والے یقینی طور پر نجات پائیں گے۔ ایک ایسی فدیہ جو حقیقت میں نجات دیتی ہے اور جو بے شمار لوگوں کو آزاد کرتی ہے، وہ اس فدیہ سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو بظاہر سب کے لیے ہے مگر حقیقت میں کسی کو نہیں بچاتی، بلکہ محض ایک خیالی اثر رکھتی ہے جو تمام انسانوں پر پڑتا ہے۔

اب آخری سوال، جس کا جواب تمہیں خود دینا ہے: کیا یسوع مسیح نے تمہیں فدیہ دیا؟

اے عزیز سننے والے، یہ ایک نہایت ہی سنجیدہ سوال ہے! کیا تُو ایک فدیہ یافتہ جان ہے یا نہیں؟ یہ تیرے بس میں نہیں کہ تُو تقدیر کی کتاب کو کھول کر اس کے ورق پلٹ سکے اور دیکھے کہ کیا لکھا ہے۔ اور نہ ہی تجھے اس کی خواہش کرنی چاہیے۔ انجیل کا یہ اعلان ہر مخلوق کے لیے ہے

جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا" (مرقس 16:16)۔

لہذا، ہر وہ شخص جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے، چونکہ وہ نجات یافتہ ہے، تو وہ لازماً فدیہ یافتہ بھی ہے، کیونکہ وہ نجات پا ہی نہیں سکتا تھا اگر اس کے لیے فدیہ نہ دیا جاتا۔ اگر تُو ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ لے چکا ہے، تو تُو فدیہ یافتہ ہے، تُو نجات یافتہ ہے!

اب اس سوال کا جواب دے—کیا تُو ایمان رکھتا ہے؟

'Apostles' (کوئی کہہ سکتا ہے، "میں ایمان رکھتا ہوں،" اور پھر وہ وہی الفاظ دہرانا شروع کر دے جو "رسولوں کے عقیدہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اے شخص! خاموش ہو جا، یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی! شیطان بھی یہی عقیدہ مانتا ہے، (Creed) اور شاید تجھ سے زیادہ فہم و فراست کے ساتھ، وہ بھی یقین رکھتا ہے اور کانپتا ہے (یعقوب 2:19)۔ اس قسم کا اعتقاد کسی کو نجات نہیں دیتا۔ تُو چاہے مسیحی عقائد کا سب سے درست اور بہترین مجموعہ تسلیم کرے، پھر بھی تُو ہلاک ہو سکتا ہے۔

کیا تُو بھروسا رکھتا ہے؟—یہی اصل مطلب ہے "ایمان" کا۔

کیا تُو مکمل طور پر یسوع پر تکیہ کرتا ہے؟

کیا تُو اپنا پورا بوجھ اس پر ڈال چکا ہے؟

کیا تیرا ایمان وہی ہے جسے قدیم ایماندار "سہارا لینے والا ایمان" کہتے تھے؟ وہ ایمان جو مکمل طور پر یسوع کی ہانپوں میں گر پڑتا ہے؟ وہ ایمان جو خود کو اپنی جگہ سے چھوڑ کر مسیح کے مضبوط ہاتھوں میں چھوڑ دیتا ہے؟

یہی ایمان بچاتا ہے—ایسا ایمان جو یسوع کے سینے پر گرتا ہے، ایسا ایمان جو اپنی کمزوری کو چھوڑ کر صلیب پر چڑھے! خداوند کی محبت پر بھروسا کرتا ہے، اور ہمیشہ کے لیے اس میں سکون پا لیتا ہے

اوہ! میری جان، اس بات کو یقینی بنا کہ تُو واقعی اُس پر بھروسا رکھتی ہے، کیونکہ جب تُو نے اس کا یقین کر لیا، تو تُو نے ہر چیز کا یقین کر لیا۔

کیا خدا کا پاک روح تجھے سکھا چکا ہے، اے پیارے سننے والے، کہ تُو اپنے نیک اعمال پر بھروسا نہیں کر سکتا؟

کیا اُس نے تجھے محض رسمی عبادات پر تکیہ کرنے سے ہٹا دیا ہے؟

کیا اُس نے تجھے صلیب کی طرف متوجہ کر دیا ہے—ہمارے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کی طرف اور صرف اسی پر؟

اگر ایسا ہے، تو مسیح نے تجھے فدیہ دیا ہے، اور تُو دوبارہ کبھی غلام نہیں بن سکتا۔

اگر اُس نے تجھے فدیہ دیا ہے، تو ایماندار کی آزادی تیرے لیے ہے، اور مرنے کے بعد مسیح کی جلالی حضوری تیرا حصہ ہوگی۔

وہ الفاظ یاد کر جو مرتے ہوئے ایک راہب نے کہے تھے، جب اُس نے اپنی کلیسیا کے آخری رسومات اور تمام ظاہری رسموں کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی آنکھیں اُٹھا کر پکارا:

"Tua vulnera, Jesu! Tua vulnera, Jesu!"

"تیرے زخم، اے یسوع! تیرے زخم، اے یسوع"

یہی تیرا پناہ گاہ ہونا چاہیے، اے شکستہ پر والے کبوتر

وہاں اُڑ جا—چٹان کی دراڑوں میں، اُس نیزے کے زخم میں جو نجات دہندہ کے دل میں لگا تھا۔

وہاں پناہ لے، اُس پر آرام کر، اُس پر ساری بھاری گناہ کی بوجھ، اپنی تمام سیاہی اور ناپاکی، اپنی تمام شکایتوں اور مایوسیوں کے ساتھ گر پڑ۔

اُس پر آرام کر! اُس پر آرام کر

یسوع چاہتا ہے کہ تجھے قبول کرے، اُس کے پاس اُڑ جا۔ ابھی اُڑ جا

، اُو، اے گناہ گار رُوحو، اور بھاگ کر چلے اُو"

اور یسوع کے زخموں کی طرف دیکھو؛

یہ ہے وہ قبولیت کا دن

جس میں مفت فضل کی کثرت ہے۔

خدا نے اپنی کلیسیا سے محبت کی، اور اپنے بیٹے کو دے دیا

تاکہ وہ غضب کا پیالہ پی لے؛

اور یسوع کہتا ہے، وہ کسی کو رد نہ کرے گا

"جو اُس کے پاس ایمان کے ساتھ آتا ہے۔"

یہ تشریح سی۔ ایچ۔ سپرجین کی طرف سے متی 1:20-28 پر مبنی ہے، جو خداوند یسوع مسیح کی ایک تمثیل کی وضاحت کرتی ہے۔

:آیات 1-2

آسمان کی بادشاہی اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو صبح سویرے اپنے انگور کے باغ میں مزدور رکھنے کے لیے نکلا۔ اور "

"جب اُس نے مزدوروں سے دن بھر کے ایک دینار پر بات چیت کر لی، تو انہیں اپنے باغ میں بھیج دیا۔

یہ ایک مناسب اُجرت تھی اور صحت مند کام کے عوض تھی جو انہیں کرنا تھا۔ وہ خوش نصیب لوگ تھے جو صبح سویرے ہی مزدوری پر رکھ لیے گئے۔ جو لوگ سچے دل سے مسیح کی خدمت کرتے ہیں، وہ اُس کی خدمت سے کبھی انکار نہیں کرتے۔ کچھ لوگ اس تمثیل میں اپنی اُجرت پر اعتراض کرتے ہیں، مگر مسیح کے حقیقی خادم ایسا نہیں کرتے۔ ان کی واحد دعا یہ ہوتی ہے:

"!اے خداوند، مجھے اپنی خدمت سے محروم نہ کر"

انہیں یہ ہی سب سے بڑی برکت معلوم ہوتی ہے کہ انہیں کام جاری رکھنے کی اجازت دی جائے۔

:آیت 3

"پھر وہ تیسری گھڑی کے قریب نکلا اور کچھ اور لوگوں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا۔"

یہ ان کے لیے نقصان دہ تھا کہ وہ بازار میں بے کار کھڑے تھے۔ بے کار لوگوں کی صحبت میں کچھ بھلا نہیں سیکھا جا سکتا، بلکہ ایسے لوگ آپس میں برائی کی آگ کو بھڑکاتے ہیں۔

:آیات 4-5

اور اُن سے کہا، 'تم بھی تانکستان میں جاؤ اور جو کچھ واجب ہو گا، تمہیں دیا جائے گا۔' چنانچہ وہ چلے گئے۔ پھر وہ چھٹی اور "

"نویں گھڑی کے قریب نکلا اور اسی طرح کیا۔

یہ زیادہ تر اُس کی شفقت تھی کہ اُس نے انہیں کام دیا، نہ کہ اس وجہ سے کہ اُسے ان سے کوئی بڑا فائدہ حاصل ہونا تھا۔ خاص طور پر جب دن کے آخری حصے میں بھی اُس نے کچھ مزدوروں کو کام پر لگایا۔

:آیت 6

اور گیارہویں گھڑی کے قریب وہ پھر نکلا، اور کچھ اور لوگوں کو بیکار کھڑے پایا اور اُن سے کہا، 'تم یہاں دن بھر بیکار' "

"کیوں کھڑے ہو؟"

"کیوں؟"

کیا تمہارے پاس اس کا کوئی جواز ہے؟ تم بازار میں کیوں کھڑے ہو، جہاں لوگ کام کے لیے جمع ہوتے ہیں؟
تم جو تندرست ہو اور اب بھی کام کرنے کے قابل ہو، تم دن بھر کیوں کھڑے رہے؟
اور تم دن بھر بیکار کیوں رہے، جبکہ کام کرنے کے لیے بہت کچھ ہے اور اس کے عوض اچھی اجرت بھی دی جاتی ہے؟

آیت 7:

انہوں نے اُس سے کہا، 'کیونکہ کسی نے ہمیں مزدوری پر نہیں رکھا۔' اُس نے اُن سے کہا، 'تم بھی تانکستان میں جاؤ، اور جو'"کچھ واجب ہو گا، وہ تمہیں دیا جائے گا۔

یہ خدا کی حیرت انگیز شفقت کا مظہر ہے کہ وہ دن کے آخری لمحوں میں بھی لوگوں کو اپنی خدمت میں بلاتا ہے۔ خدا کے ہاں دیر ہو سکتی ہے، مگر بہت دیر نہیں ہوتی۔ وہ ہر وقت اپنی بادشاہی میں داخل ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

یہ تمثیل خدا کی ہے پناہ رحمت اور اُس کے انصاف دونوں کو ظاہر کرتی ہے۔ ہر شخص کو خدا کے فضل میں شریک ہونے کا موقع دیا جاتا ہے، چاہے وہ ابتدا میں ہی بُلا لیا جائے یا آخری گھڑی میں۔

یہ وضاحت مسیح کی تمثیل کو مزید گہرائی سے بیان کرتی ہے، جو خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے اور اس کے فضل کے اصولوں کو واضح کرتی ہے۔

آیات 8-9:

جب شام ہوئی، تو تانکستان کے مالک نے اپنے مختار سے کہا، 'مزدوروں کو بُلا کر ان کی مزدوری دے دو، پچھلوں سے لے'"کر پہلوں تک۔' اور جو گیارہویں گھڑی کے وقت مزدوری پر رکھے گئے تھے، وہ آئے اور ہر ایک کو ایک دینار ملا۔

یہ خدا کے فضل کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ جو لوگ زندگی کے آخری لمحات میں مسیح کے پاس آتے ہیں، وہ بھی وہی خوشی، وہی بے مثال اطمینان، اور وہی نجات پاتے ہیں جیسا کہ وہ لوگ جو بچپن سے اس کی خدمت میں لگے ہوتے ہیں۔

بیشک، جو دیر سے آئے، انہوں نے بہت سے مواقع کھو دیے اور اپنی زندگی کا بڑا حصہ ضائع کیا، مگر خداوند اپنی محبت میں انہیں بھی اپنی بادشاہت کا مکمل وارث بنا لیتا ہے۔

آیت 10:

"لیکن جب پہلے مزدور آئے، تو انہوں نے خیال کیا کہ انہیں زیادہ ملے گا، مگر انہیں بھی ایک دینار ہی ملا۔"

یہ انسانی فطرت ہے کہ جو لوگ ابتدا سے خدمت کر رہے ہوتے ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ انہیں زیادہ انعام ملنا چاہیے۔ بعض اوقات، پرانے ایماندار دیکھتے ہیں کہ نئے ایمان لانے والے بڑی خوشی سے معمور ہوتے ہیں، جبکہ وہ خود کم جوش محسوس کرتے ہیں۔ یہ بڑے بھائی اور عیاش بیٹے کی تمثیل جیسی صورتحال ہے (لوقا 15:11-32)۔

آیات 11-16:

جب انہوں نے اُسے پایا، تو گھر کے مالک سے شکایت کرنے لگے کہ، 'یہ آخر کے مزدوروں نے صرف ایک گھنٹہ کام کیا،'"اور تو نے انہیں ہمارے برابر کر دیا، جنہوں نے دن بھر کی مشقت اور دھوپ کی گرمی برداشت کی۔' مگر اُس نے اُن میں سے ایک سے کہا، 'دوست، میں نے تجھ سے کچھ بھی ناانصافی نہیں کی۔ کیا تو میرے ساتھ ایک دینار پر متفق نہ تھا؟ جو تیرا ہے، لے اور چلا جا۔ میں اس آخری کو بھی اتنا ہی دینا چاہتا ہوں جتنا تجھے دیا۔ کیا مجھے اختیار نہیں کہ جو چاہوں اپنے مال کے ساتھ کروں؟ کیا تیری آنکھ حسد کی وجہ سے بُری ہو گئی ہے، کیونکہ میں بھلا ہوں؟ اسی طرح آخری پہلے ہو جائیں گے اور پہلے آخری: کیونکہ بُہترے بلانے گئے ہیں، مگر چُنے ہوئے تھوڑے ہیں۔

اور فضل کی بے مثل حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ خدا اپنی رحمت اور برکات کو (Divine Sovereignty) یہ آیات الہی حاکمیت اپنی مرضی کے مطابق تقسیم کرتا ہے، اور کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

یہ تمثیل ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ نجات کسی انسانی کارکردگی، قابلیت، یا محنت کا نتیجہ نہیں، بلکہ خدا کے خالص فضل کا انعام ہے۔ ہمیں اپنی خدمات پر فخر کرنے کے بجائے عاجزی اختیار کرنی چاہیے اور خدا کی رضا پر قناعت کرنی چاہیے۔

یہ حوالہ شاگردوں کے درمیان دنیاوی عزائم اور حقیقی فروتنی کے درمیان تضاد کو ظاہر کرتا ہے۔

:آیات 17-19

اور یسوع یروشلم کو جاتے ہوئے بارہ شاگردوں کو راستے میں لے گیا اور ان سے کہا، 'دیکھو، ہم یروشلم جا رہے ہیں، اور' ابن آدم سردار کابنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائے گا، اور وہ اسے موت کی سزا دیں گے، اور غیر قوموں کے حوالے کریں گے کہ وہ اس کا مذاق اڑائیں، کوڑے ماریں اور صلیب دیں، اور تیسرے دن وہ جی اٹھے گا۔

یہ یسوع کا تیسری بار اپنے دکھ، موت، اور قیامت کے بارے میں واضح اعلان ہے (متی 16:21، متی 17:22-23)۔ مگر شاگرد اب بھی اس کی گہرائی کو سمجھنے سے قاصر تھے۔

:آیات 20-21

تب زبدي کے بیٹوں کی ماں اس کے پاس آئی، اور اپنے بیٹوں کے ساتھ اس کے آگے سجدہ کر کے اس سے ایک بات مانگے "لگی۔ اُس نے اُس سے کہا، 'تُو کیا چاہتی ہے؟' اُس نے کہا، 'فرما دے کہ یہ میرے دو بیٹے تیری بادشاہی میں ایک تیرے داہنے' اور ایک تیرے بائیں بیٹھیں۔"

یہ درخواست یسوع کی بادشاہت کو ایک زمینی حکومت سمجھنے کی غلطی پر مبنی تھی۔ جب یسوع صلیب کی بات کر رہا تھا، تب شاگرد تخت کی امید کر رہے تھے۔ یہ انسانی فطرت کی نمائندگی کرتا ہے—ہم اکثر خدا کی خدمت میں بھی اپنے ذاتی فوائد تلاش کرتے ہیں۔

:آیات 22-24

یسوع نے جواب میں کہا، 'تم نہیں جانتے کہ کیا مانگ رہے ہو۔ کیا تم اس پیالے کو پی سکتے ہو جو میں پینے والا ہوں؟' انہوں نے کہا، 'ہم پی سکتے ہیں۔' تب اُس نے اُن سے کہا، 'تم واقعی میرا پیالہ پیو گے، اور اُس بیتسمہ سے بیتسمہ لوگے جس سے میں بیتسمہ لے رہا ہوں، مگر میرے داہنے اور بائیں بیٹھنے کا دینا میرا کام نہیں، بلکہ اُن کے لیے ہے جن کے لیے میرے باپ نے "تیار کیا ہے۔" اور جب باقی دس شاگردوں نے یہ سنا، تو وہ ان دونوں بھائیوں سے ناراض ہوئے۔

یسوع نے انہیں بتایا کہ وہ بھی مصائب میں شریک ہوں گے، اور واقعی یعقوب کو بعد میں شہید کر دیا گیا (اعمال 12:2)، جبکہ یوحنا نے جلاوطنی کا سامنا کیا (مکاشفہ 1:9)۔

دوسری طرف، جب باقی شاگرد ناراض ہوئے، تو یہ ثابت ہوا کہ ان کے دلوں میں بھی وہی حسد اور بڑائی کی خواہش موجود تھی۔ ہم اکثر دوسروں پر وہی الزام لگاتے ہیں، جس کا شکار ہم خود ہوتے ہیں۔

:آیات 25-28

مگر یسوع نے انہیں اپنے پاس بلا کر کہا، 'تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے حاکم ان پر حکمرانی کرتے ہیں، اور جو بڑے ہیں، وہ ان پر اختیار جتاتے ہیں۔ مگر تم میں ایسا نہ ہو گا، بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے، وہ تمہارا خادم بنے؛ اور جو تم میں سردار ہونا چاہے، وہ تمہارا غلام بنے۔ جس طرح ابن آدم خدمت لینے نہیں، بلکہ خدمت کرنے آیا، اور اپنی جان بہتوں کے بدلے فدیہ دینے آیا۔"

یہ یسوع کی بادشاہت کے اصول کی وضاحت ہے—حقیقی عظمت خدمت میں ہے، نہ کہ اختیار میں۔ دنیا میں لوگ طاقت اور مقام کے پیچھے دوڑتے ہیں، مگر خدا کی بادشاہی میں سب سے بڑا وہ ہے جو سب کا خادم ہو۔